رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳
REGISTERD NO. A.783



M.B. Khan Artist
سلطان المطابع پریس لکھنؤ وکٹوریا اسٹریٹ میں باہتمام حکیم محمد ممتاز حسین مالک اڈیٹر و پبلشر شائع ہوا
Bodhan Lucknow
قیمت فی پرچہ ۲ر

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی للعہ سالانہ قیمت لیجائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کے اس میں آپکے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچے میں آپکے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچے کے مضامین آپکے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ بخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبانِ مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ گھپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانہ پر نیازمند منیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گمشدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شائع ہونگے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص ان میں نہ ہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ ان کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۳ نمبر ۴۳

مضامین غیر

۲۷ اکتوبر ۱۹۲۰ء

غزل

پھر نئی جنگ کے ساماں نظر آتے ہیں مجھے

طبل پھر جنگ کے عریاں نظر آتے ہیں مجھے
پھر ڈھیل کود کے ساماں نظر آتے ہیں مجھے
دھوتیاں کاندھوں پہ ڈالے ہوئے پھرتے ہیں ہنود
بے ازاروں کے مسلماں نظر آتے ہیں مجھے
جنگے ہو نٹوں میں لپکتے مجھے رجز کے شعلے
اب وہ گھٹنے ور تی ناں نظر آتے ہیں مجھے
جو تے چٹخارتے پھرتے ہیں زنہار تمام
لٹھ لیے کاندھوں پہ دہقاں نظر آتے ہیں مجھے
گل ہو ئے ساودنت کئے جاتے ہیں
جو بہادر تھے وہ جنبیاں نظر آتے ہیں مجھے
نا قہ جو ساں میں ہوا کرتے ہیں دخل ہر روز
اہل دل دست و گریباں نظر آتے ہیں مجھے
خاں بہادر کا خطاب آپ نے پایا کیونکر
آپ تو شکل سے غنیاں نظر آتے ہیں مجھے
کیوں نہ ہو حضرت نواب یہ ایں بخش ہنوز
آپ تو جنگ کے دیواں نظر آتے ہیں مجھے
کابل آنکھوں میں ہے کچری ہوئی زلفیں ہیں
شاہ کی تیوریں چھکیاں نظر آتے ہیں مجھے
اُفق مشرق یہ چھائی ہے اکھاڑوں کی گھٹا
نگیاں باندھے وہل وہاں نظر آتے ہیں مجھے
ضبط سرکار نے ہتھیار کیے ہیں جب سے
سوٹا کھیلتے گرد ہاں نظر آتے ہیں مجھے
دنگتے پھرتے ہیں پھر قوم سے چندہ لیڈر
پھر اُسی لوٹ کے ساماں نظر آتے ہیں مجھے
خاں بہادر ہوں کہ نواب کہ شمس العلما
ہیبت کفر سے لرزاں نظر آتے ہیں مجھے
دیکھ کر مجمع عشاق کو وہ کہنے لگے
ان میں اک قتادہی انساں نظر آتے ہیں مجھے

خواجہ حسن خاں خنجر

لٹھ مار پشاوری کی تک بندی

وحشت، ایہام، اشتقاق، تلازم تجنیس کے ساتھ صنعت مقتل ساحت بھی شامل ہو۔ مگر مقطع کا پہلا مصرعہ اس قابل نہ تھا کہ درج کیا جاتا لہذا ایک سطر گھٹنے مار ہے۔ ناظرین اخبار انشا خود ہی رقیقہ رس نکتہ شناس ہیں گئے گھر لگا لیں۔ ہم کو مسرت اس کی بات پر خوش ہیں کہ پشاور میں بھی اردو انشاء اللہ ترقی پر ہے یار لوگ اردو کی قدر و قیمت گھٹائیں۔ مگر بازار میں یہی جنس نظر آئے گی مفقود الایڈیٹر

خوب اُچھلا سر بازار ہے سودا مجھکو
تو نے جب مجھ سے کہا در ہے یہ سودا مجھکو
اس نے جب شوق سے اکڑ املا تیرا مجھکو
میں یہ سمجھا کہ دکھاتے ہیں تماشا مجھکو
۲ آتش رشک سے اک کسبی کو ڈالا گھر میں
اسنے ہاتھ آنا جو اُلکا ہوا ستا مجھکو
جاڑے آتے ہی ہوئی فردکی اور شال کی فکر
شیخ جی اب تو نہیں ہے غم فردا مجھکو
کیوں نہ ہو وامن داماں اور ترقی حاصل
آ دکا بل میں نظر عقد ثریا مجھکو
ایک تو بزم میں ڈھکی نہیں جاسکتی کبھی
ڈال کے پھر نشے سے کہتے ہیں وہ بابا مجھکو
دام سمجھا میں اُسے دام جسے کہتے ہیں
آنکھ پیسے کی ہوئی دیکھ بینا مجھکو
نامہ نہ خبر و نے وہاں باندھی ہے کچھ ایسی ہوا
گھنٹہ اب نظر آنے لگا ہنود مجھکو
.........کی ابھی دور ہو عادت تمہاری
ہاتھ گر آئے کوئی سونے کی چڑیا مجھکو

عنایت اللہ خاں لٹھ مار پشاوری

عرش اعلیٰ و دورک اسفل

دُنیا کی تو صیف و تحسین میں پر پھول گئے جو کوئی اپنے نفس کو بھول جائے اس سے زیادہ احمق کوئی نہیں دُنیا زود و فرح زود لا غر دنیا عجیب چیز ہے آج تماشا کا بھی گھبرایا تو وہ ہی تماشے میں گئے اور گزشتہ چند سال کے بعض بیانہ اٹھا دے۔ والسلام پر نگاہ ڈالئے ہی سلام نشہ ہرن ہو گیا، غضب خدا کا دُنیا بچوں کی سکارن دیکھیے جیسے بانس پر چڑھایا اسی کو اوندھے کنوئیں میں ڈھکیلا۔ کجا ثریا کجا فرش، ساتھی جانا اور حال مسٹر گاندھی کے بارے میں تو مولانا اپنے خود ہی عنوان دہری سرکار میں ہر روز بطرق بجالی ہے وہ ایک فرش تحریر فرما چکے۔ دوسروں کی نسبت دُنیا نے جو سلوک کیا اُسے بند و تھے دیتا ہے۔

سوامی شردھانند کی معراج اور اسلامی قلم کا براق

را ہر حقیقت کوئی وجہ نہیں کہ مسلمانوں کی عبادتگاہوں میں غیر مسلمین کو جگہ نہ دے مسجد ہی جائے و مقاد پنچ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مسجد نبوی کا دروازہ مسلم و کافر دونوں کے لیے یکساں کشادہ رہتا تھا۔ یہ اعتراض کہ سوامی جی جامع دہلی میں کیوں داخل کیے گئے باطل ہو گیا ہے۔ وہ مشرک نہیں ہیں۔ اسو جہ سے نجس نہیں ہیں۔

(۲) جو خیال صاحب صریان ہوتا ہے تو ہر دانی کے آثار دکھا رہے تھے ہیں۔ ہمیں امید رکھنی چاہیے کہ برکت دہلی مسجد دہلی سوامی جی کی زبان پر ایک دن کلمہ توحید اور کلمہ شہادت جاری ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ تو فیق الٰہی

(۳) ہمارے تنگ خیالی و تعصب کی دلیل ہو اگر ہم پیش کرتے ہیں جو سوامی جی کا واعظ مسجد جامع میں پیش کیے گئے

(۴) اگر انگریز تثلیث کے قائل ہونے کے باوجود مسجد میں داخل ہو سکتے ہیں اور ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا تو سوامی شردھانند کے واعظ پر جو خدا کے فضل سے موحد ہیں، اسقدر اظہار اضطراب فضول و بے معنی ہے۔ (ترجمہ)

سوامی جی کا مہبط ابد صعود (اقتباس)

(۱) وہ بنیادی اعتبارات تو ہم تسلیم کرتے ہیں کہ دنیا

..... نازی مرحوم نے سوامی شردھانند پر گو دو سو حملہ کیا تو سب نے بچا لیا۔ مگر ہم ایک مسلمہ کی یہ بھی ایک بافیوت دسیت مسلم کو ایک کافر کے قتل پر ملزم نہیں ٹھہرا سکتے۔ ایک عرصہ دراز سے سوامی جی کی زبان قبائے اسلام پر قینچی کی طرح چلتی تھی۔ آخر غازی ممدوح مرحوم سے صبر نہ ہو سکا ہم ان کے نام کے ساتھ مرحوم شہید اور غازی کے سے الفاظ منضم کرنے پر ہرگز مورد طعن نہیں ہو سکتے۔

(۲) ہر کافرے کہ کشتہ شود سوے اسلام است۔

(۳) قاضی..... ہم قتل تو ناجائز اور برا سمجھتے ہیں لیکن اسلام کے حقوق بہت زیادہ ہیں۔

حاجیین کا عروج (بالفاظ پنچ دکنی بلامہ)

ناخدائے کشتی امت مرحومہ۔ حامی دین اسلام۔ ثانی خالد بن ولید۔ رشک حسین۔ خلیفہ مظلوم سے کچھ اور زیادہ ترقی ہوئی۔ بانی اسلام ثانی۔ بجائے کچھ اور ہو ۔۔ وحدہ لاشریک تھا۔ قادر مطلق تھیں۔ بجائے کرسیوں کے عرش پر پہنچ گئی۔

حاجیین کا زوال (اقتباس)

غدار مفسد۔ طماع۔ مفلس۔ مفتری۔ دریوزہ گر۔ کاذب۔ مفتری۔ دشمن آل رسول و رسول۔ بھک منگے۔ مال مردم خوار۔ قابل نفرت۔

(۱) اب دنیا ہوشیار ہو گئی ہے۔ ان فریبیوں کے جال میں پھنسنے والی نہیں۔

(۲) دوسری مرتبہ کوئی مومن سانپ کے سوراخ سے ڈسا نہیں جا سکتا۔

(۳) اس بڑھاپے اور دنیا طلبی کے ساتھ یہ عیب و شیب ہو گا۔ تقی تجویز آخر بدی؟ ایک دنگل تصویروں کا البم اور بھلا نا؟

(۴)..... چوں پیر خود پیشہ کند بد فعلی

فراز مولوی ظفر علیخان (بالفاظ پنچ)

(۱) ہاشمی آثار بدعت۔ کار کج و ضلال۔ حضور قدرت رحمت جل شانہ و عم نوالہ۔

(۲) معتقد اے حیاں۔ پیشوائے اہل ایمان حضرت مولانا ظفر علیخاں صاحب قبلہ و امت ..... ہو سکے اللہ اکبر کے فلک بوس نعروں سے اس آغا یہ تربیت کا

غیر مقدم کیا گیا (منقول)

تشبیب (اقتباس زمین بالمعنی)

(۱) ضال مضل۔ (۲) گھا دوسرے و پنجرہ (۳)

پڑ گئے کرا چی میں نیاں سے بھیجی و ابھی

لگے وقتوں کے حضرات مبالغہ آمیز قصائد یا اشعار کہہ دیا کرتے تھے اب اگر آپ ان پر معترض ہیں مگر اپنی روش تو دیکھیے۔ روئے سخن اہل فکر کی طرف ہے خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلم اور تقابل میں یہ مسئلہ ہے کہ حضور کہ وہ کلام صحیح ہے۔ پہلا یا دوسرا۔؟ — راقم مستفسر

جدید آلات زراعت

تخم ریزی و روئیدگی نفاق بذریعہ آلات تحریر و کتابت ہو رہی ہے اگ آیا



الادبارات

وبائے خاص

خدا محفوظ رکھے۔ اب تو حل پھوٹتے خاص ایڈیشن نکلتے ہیں۔ خاص کی لفظ سے کان پک گئے آنکھیں پھر گئیں دل بھر گیا۔ دہلی میں حضرت نظام دکن کیا تشریف لائے خوشامد کی کڑھی میں ابال آیا۔ ادھر دو خاص نمبر۔ ادھر کئی خاص نمبر۔ بھرتی جنہیں تو اخبار نے اور

وہاں گورنمنٹ کی بیماری کبھی نہ بھولی تھی وہ بھی پہنچ بڑھنی کے پاس اور ہمیشہ سب سے شہر کا تسلیم شدہ ہے۔ اس کے علاوہ نظام کے بارے میں اور عام ہے کہ فارسی اردو شعر کہتے ہیں اور فاضل اجل صوفی شاعر فلسفی معانی مضمون جیسے غلام ہیں اور اصلی موزوں کیونکر ہو گی بس آقائے شاعری کی خدمت میں ایسے بیت ان خالی از معنی شعر پیش کرتے بھی انہیں شرم نہ آئی کیا معنی کہ اگر سخن پرور ممدوح نے "سکوت" کا انعام بانٹا تو ملیگا کیا؟

تیسرا نمبر ان کی طبیعت ہے اور اس کو اس سے بحث نہیں۔ ہم تو خالی یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ ایسے خاص موقعوں پر شاعری کے عام اوصاف کیونکر ختم ہو جاتے ہیں۔

ایک صاحب عرض کرتے ہیں۔

دو حاسد قسمت ہستند اشرار جہاں نشستہ
ہو سے زہر دل و جست نظر بجا نشستہ

ایہا الناس فارسی دانی پر رنج و قفانی مختار۔ ندا جا نتا ہے کشتوں سر گریبان تفکر ہو گر تو یہ اس دریا میں صدف معنی ہو تو خود ہی کام دے۔ دل تو قاعدہ لادت بر باد نے روایت نسبی و عقیدہ کے پیدا کی ہے کہ اٹھے چاہے بیٹھے۔ پر نشستہ کی علت مشہور ہی رہے گی۔ دوسرے "ہوئے" کا واؤ حرف علت سمجھ کے یہیں خوبی سے گرا یا ہے کہ کوئی شاعر جو ریکا کا حل کیا کرائے گی۔ ہاں اب معلوم ہوا فارسی کا ادب لطیف ہے۔ تیسرے "نظر" مع الیاء الموحدۃ المعروف التحتانیہ کے قواعد توحید شمار سے افزوں ہیں۔ جو تھے "دو زہر" کے خالص معنی لیجیے تو بس حضرت ساری شاعری میں زہر ہی زہر نظر آتا ہے۔ پانچویں "ہوئے لستن" کی قیمت بلاغت داد کی رسائی سے بالاتر ہے۔

علیٰ ہذا القیاس پہلے مصرعے میں "اشرار" ظاہر کرتا ہے کہ قافیہ میں شاعر کا قرضہ نہیں ہے۔ جب

پا ہے جہاں چاہے گر جائے۔ ایک اور بلیغ
کا یہ مصرعہ ہمیں یاد ہے ؎
شب سہی تو تازگی ہے سفر جہاز یعنی
جناب سخن کے ذخیروں میں یہ مصرعہ محفوظ تھا لیکن
اب تو اس سے بڑھ کے اچھا یہ ہاتھ لگ گیا۔ پہلے
ترجمہ کیجیے اس کے بعد مطلب سمجھیے کیا معنی کہ آپ
اہل زبان نہیں ہیں۔ فرماتے ہیں کہ خشت (یار یا
گھنٹی) کی دعا سے
آپکے اے اثر
تو کیوں بیٹھا یا بیٹھا
رفتہ بجائے نشستی
زہرہ (جمع زہرہ
عربی معنی شگوفہ یا
فارسی معنی تخم کی پو
جب بندہ گئی تو بچے
پر کیوں جا بیٹھا۔
ایک دکنی شاعر نے
سرسالار جنگ مرحوم کے
سامنے اپنا کلام پڑھا
اور مطلب کی تعریف کی
ہے ؎ پروانوں
اے عاشقاں کیوں
آپ فرماتے ہیں
ہاکی ستی میں آؤ کہ
دکھلا دیے پر کو
اگر آپ اس اردو شعر
کے معنی سمجھ سکتے ہیں
تو کوئی دقت اس
فارسی شعر کے سمجھنے میں نہ ہوگی۔ ورنہ کوشش
کیجیے۔ دوسرا شعر ہے ؎
بہ شبم شبیہ خاور بہ دم چرا نشستہ
کہ بہ قطب عرش منزل بہ درا چرا نشستہ
لفظی ترجمہ ملاحظہ ہو میں رات کو خاور (مغرب یا
مشرق) کی تشبیہ ہوں یا ہر گل کیوں بیٹھا ہے کہ
(تفسیری معنی یعنی) ساتھ دل عرش منزل کے

ساتھ دورا کے کیوں بیٹھا ہے۔ ممکن ہے کہ پہلے
مصرعے میں ”دم“ بمعنی عمر ہو اور دال کے نیچے
پر فتحہ کا نزول کر کے اسے تابناک خاور نے خلاف فرمادیا
ہو تو معنی یہ ہونگے کہ میں رات کے وقت خاور کی تصویر
ہوں اے چاند کیوں بیٹھا ہے۔ مثل ”درا“ دوسرے
مصرعے میں ”در“ کے معنی دروازے کے لیے جائیں
تو ترجمہ یوں کیا جائیگا کہ قطب عرش منزل میں

دروازے سے چلا آ۔ کیوں بیٹھا ہے۔ ”درا“ گھنٹی
کو بھی کہتے ہیں ممکن ہے کہ دوسرے مصرعے کا ”درا“
گھنٹی کے مرادف ہو
بایں تقدیر ترجمہ یہ ہوتا ہے کہ دل عرش
منزل کے پاس گھنٹی (درا) جیسی جھنجھنا ہے
کیوں بیٹھا ہے۔ بہر تقدیر معانی کی
لطافت ”حلالی“ بیچے کی عمر کی طرح

دوستی جاتی ہے کم نہیں ہوتی۔ پورے شعر کے معنی
اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ میں شب کے وقت
کی تصویر ہوں دروازے پر آنکھوں بیٹھا ہے
کہیں ٹوٹ نہ جائے کہ قطب عرش منزل کے
دیا ساتھ گھنٹی کے کیوں بیٹھا ہے
تیسرا شعر ہے ؎
بدرا تو بہ رتا ساکہ بہ در بہ بدر ہد شد
زغرا غزا غضنفر بجلا جچا نشستہ

نئی صنعت میں شعر
اس صنعت کا نام صنعت
”مہمل“ ہے
معنی مطلب سے
شاعر کو غرض و سامان
ہونی چاہیے۔ مثال
مہمل بے معنی الفاظ
ہے
...
تو غزل نا قبول نشستہ
یوں بھی کہہ سکتے ہیں
...
تو کہ قفو خو نشستہ
پوشیدہ ہے کہ
صنعت فاخرہ ناروا
پہلے کی بجائے اب
زبانِ ظرافت میں یہ
صنعت لکھی بھی گئی
ہیں پہلے مصرعہ میں جو تھا بہ رغو وہ بدر کی طرف اشارہ
کرتا ہے اگرچہ قرآن میں یہ صنعت سجوں والی موجود ہے
لیکن قرآن پہ اصلاح دینے کا حق ہر شخص رکھتا ہے
سامعین کو شعر کے کرنے کا فرض ثواب سے خالی نہیں
دو شعروں کے معنی ہم اپنے طور پر کہہ چکے باقی اشعار
میں معانی موجود ہوتے تو عرض کیے جاتے۔ اگر خدا نخواستہ
کسی شعر میں معنی پیدا ہو سکے تو اپنی کمزوری ہے۔ مشاعر



کے سوا تین عرض کرنے میں عذر نہ ہوگا ؎

شعر گفتن بکہ در سفتن بود

سلک مروارید کا چوتھا شعر ہے ؎

تو دلا دل سے مولی کو دلبست و دولت

بنشان وخیز۔ اخبار پچا برنشستہ

دل سے خطاب ہے کہ اے دل اس مولی کی محبت جو دولت میں ملی ہے بجھا کے کھڑا ہو با گھانس پر برنشستہ۔ آہ لطافت ادب! بیت بازی کرنے والے یا ادارہ کے لڑکے اس صنعت سے مات ہونے کے وقت اکثر کام لیتے ہیں چنانچہ مشہور ہے ؎

ردائے زتیاں برائے گھنگھر

آدمی روٹی و یا ذہبر لنگر

مقابل ادھر عاجز ہوا اُدھر حریف نے رجز پڑھا ؎

مات کردم اتو دس

دو ہزار گل چھیلو گھاس

پانچواں شعر ہے۔ ملاحظہ ہو رقت معانی خصوصاً دو۔ ۔ ۔ ۔ منصرف "لا اصلاح" کا برمحل صرف قابل تحسین ہے ؎

بطفیل مدح احمد بہ خدا بست کیسر

او لی الامر جنگ میش اوبر نشستہ

جی اسے کہتے ہیں قدرت کلام اول تو یہ نہیں ہے۔ نہ فارسی ہے فارسی۔ ڈاکٹر اقبال اگر قدر دانے ہیں انکے سوا دنیا میں کوئی سمجھ بھی نہیں سکتا کہنا تو درکنار۔ غالباً یہ میٹری اڈیٹر صاحب کو دی گئی ہے الفاظ سے تو نہیں مگر خواہ مخواہ اس شعر کا مطلب یوں کہہ سکتے ہیں کہ تیرے ممدوح میں احمد کے طفیل میں سرا پا محامد و فضائل ہے اور جب یہ "اولوالامر" بھی میں سے ہے تو اے اڈیٹر تو کیوں اس کے آگے بیٹھا ہے۔ واہ حضرت واہ! کیا خوب دیکھا آپ نے؟ یوں مطلب نکال لیتے ہیں گونگے کے اشاروں میں بھی معنی ہوتے ہیں لیکن حضور کے الفاظ معنی سے خالی ہیں پھر بھی معنی پیدا ہی کر دیئے۔ چھٹا شعر ملاحظہ ؎

تو نزار و نزار دستہ۔ چو ہزار دل شکستہ

زخار ماگو شتہ۔ بہ عراجہ دانشستہ

خدا جانے خطاب کا شرف اڈیٹر صاحب کے نصیب میں کہا ہے یا ممدوح کے مقدر میں مگر آپ فرض کر لیجیے کہ اڈیٹر صاحب ہی کو یہ دولت عظمیٰ حاصل ہوئی تو مطلب یوں ہوتا ہے کہ بھائی اڈیٹر تم کیوں بلبل کی طرح دل شکستہ ہو حال یہ ہے کہ شمس کی طرح [illegible] با یونہ گا کو دعوا سرا کو چھوڑ کے ادھر یہاں بیٹھے ہو [illegible] گل گاو چشم یا یوں کہو دکن کے نظام ہیں۔ یہ شعر صنعت [illegible] سے ہے۔ ساتواں شعر بھی شعر سے تعلق رکھتا ہے غزل [illegible] ملاحظہ ہو فرماتے ہیں ؎

تغرہ بیار تغرہ۔ و فرسیت جبہ فرسا

بحضور نظام فرما۔ بہ عزا در نشستہ

یعنی شاعروں کی جان کی قسم اگر حضرت شاعر صاحب مشکل لفظوں کے معنی خود ہی نہ لکھ دیتے تو پیارے نظام ان دقیق لغات کے حل پر ہرگز قادر نہ ہوتے کیا معنی کہ وہ آئے ہیں اپنے کلام سے کوئی کتاب لغات تو ساتھ لائے نہیں ہیں۔ بہر صورت [illegible] کی عبارت کا کیا حضرت شاعر نے نہیں فرمایا کہ حکایت ہے۔ تغرہ یا تغرہ کہتے ہیں جو کچھ پراگندہ ہو جائے اسے کہتے ہیں۔ تغرہ ایک ستارہ ہے اور ستارے میں جنکی یا ابی دو کی بیان سے ایک بلاغت دکھائی دیتی ہے۔ یہ تو رہا پہلا مصرع دوسرے مصرع میں ترا کے معنی لکھتے ہیں جس طرح کے معنی ناک تک کے ہیں اسکا املا بھی ترا سے ہے جو ترا الف سے رود ت لکھا جاتا ہے اسکے معنی ہیں ثروت و فراوانی مال کے یعنی یہ ہوئے کہ ممدوح کے سامنے جو شخص کھڑا ہے دیتی اڈیٹر وہ مال کے ڈھیر کیوں بیٹھا ہے کیوں نہیں پراگندہ ہونے والی چیز کی صفت سے آتا جو کہ ایک انا کھنے رکا فرہے۔

آٹھواں شعر او طلب خارش خواہ ہے ؎

بنما تو نظم شمسی بہ نظام شاہ عثمان

بغرور فیر غرّا بہ غراجہ و انشستہ

شمسی صاحب سے خطاب ہے کہ میری نظم نظام شاہ دکن کو دکھا دو۔ پہلا مصرع کسی توضیح کا محتاج نہیں ہاں دوسرا مصرع البتہ جدید صنعت "غرابت" میں نظم ہوا ہے کہ جو حل لغات کا خواہاں ہے۔ غرّہ غرغرہ کہتے ہیں بکریوں کو بلاتے ہیں۔ غرغرات کے معنی ہیں شترانِ تجیب۔ اردو میں "غرّہ" ماخوذ ہے فارسی فرہاد سے دشوار ہو گیا ان لفظوں کے جو معنی خود شاعر نے لکھے ہیں ان پر تمیز کا حق نہیں لہٰذا انکے الفاظ کی تشریح و تفصیل کے بعد ہم مصرعہ ثانیہ کے حل کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ شاعر کہتا ہے کہ تیرے غرور گھمنڈ میں غرّہ چیک رہا کیوں بیٹھا ہے۔ دونوں لفظوں کے معنی جو مصنف نے لکھے ہیں مجبوراً وہی قبول کرنے پڑتے۔ الشعر رسد تغرغر ؎

بغرا فخر غراجہ نشستہ

شعر اس غزل شکر ہے مقطع کا شعر آگیا ہے ؎

تو ز کیچ سینہ سپہر سخن دری کہ عاری

بدر شاعر نما یا نہ بخرہ جیر دانشستہ

و عزو جلینہ الایمانہ اور اس اصطلاح کہتے ہیں کہ تو نے لفظ سے گزرت سے جو امر سینہ تخلص تو تجن دوری داتا میں نہیں مکتا ہے بما یاد شاعر [illegible] اس کے ساتھ باہر آ کیوں بیٹھا ہے۔

ناظم و شاعر کی بڑی استادی یہ ہے کہ جس طرح الفاظ کے معنی باہم پیوستہ ہیں ہیں اسی طرح ایک مصرعہ دوسرے سے بالکل بے لگا در رہتا ہے۔ اس نظم یا غزل کا نام ہے سلک مروارید۔ مروارید موتی کو کہتے ہیں مروارید نام کی رسی کو ذری پڑھیے اور ستارہ کا تاتا بھی دیکھیے وہ وہ دل اور دو وہ بار ہر ہار ہر ہو وہ۔

اس شاعر نہیں بہت کچھ قابل اعتراض شاید دیکھ ہو وصت ہوتی تو ہم پوچھ لیں گے۔ فقط خوش خط کے افسوس سے نکتہ رہنے اور کیا عرض کیا جائے۔ الا یہ کہ ہم بھول ہی گئے کہ غریب اڈیٹر نے اس نظم پر نوٹ لکھا ہے اور شاید نوٹ کا مطلب یہ ہے کہ حضرت پامال نہ کرو اشعار سے آپ کی نظم باہر ہے کہتے ہیں یہ ضروری نہیں کہ اڈیٹر کی لیاقت سب ہی سے زیادہ ہو۔

فاک سار دریا بار ادب پرنشستہ

خریدار حضرات منی آرڈر کے کوپن اور خطوط میں اپنا نمبر خریداری ضرور تحریر فرمائیں۔



"برج جوزا"

سرنمبر (۱) "اتنا اتنا بڑا انڈا کا ہے کا"

سرنمبر (۲) "آل کا - آل کا - آل کا"

"ستاروں کی چال چاہے سیدھی ہو یا ٹیڑھی کبھی بدلتی نہیں۔ بس ابھی دوہرم میں معاملہ اُلجھا رہیگا۔ والسلام"

التمرین

نقل کفر کفر نیست نقل مجرم جرم نیست

(۱) قاضی یحییٰ بن حسین کے سامنے ایک چور گھوڑے سمیت بغرض گرفتاری لایا گیا۔ وہ خود چلا آیا اور کہنے لگا کہ قاضی صاحب آپ کی عدالت میں سنا ہے کہ فلاں شخص (مالک اسپ) نے فلاں فلاں شخص پر شب کو گھوڑی چرانے کا الزام عائد کیا ہے حالانکہ بندہ درحقیقت سارق ہے ان بیچاروں کو ناحق ایذا ہوتی۔ انہیں چھوڑ دیجئے میرا نفس مجھے ملامت کرتا ہے۔

قاضی: تم نے گھوڑی کیونکر غائب کی؟

چور۔ اس سوال کا جواب تو مشکل ہے مگر خیر ملاحظہ فرمائیے دیکھیے یوں شب کو دبے پاؤں آیا اور دیکھیے یوں گھوڑی کو کھڑے اور آنے کا مرکب کھلا پا اور دیکھیے جب گھوڑی کھانے میں مشغول ہوئی تو اس طرح پچھاڑی کھولی اور اس طرح بال پکڑ کے پیٹھ پر آ بیٹھا۔ کیوں حضور صاحب میں درست بیٹھا ہوں یا نہیں۔

قاضی: بیشک تم شہسوار معلوم ہوتے ہو تمہاری نشست بہت خوب درست ہے۔ اچھا پھر کیا ہوا؟

چور۔ اسکے بعد میں نے یوں ایڑ لگائی اور یوں اصلی مالک کی آنکھوں میں خاک جھونکتا اور اسوقت قاضی کو بیوقوف بناتا روانہ ہوتا ہوں (چل چل۔ غائب) قاضی صاحب انتظار کرتے رہے مگر چور نقلی مجرموں کو رہا کرانے کے بعد پھر نہ پلٹا۔

(۲) عمر بن عمرو خداد کا مکان شب کو دکان لگاتے کہ کمر پٹکا کندھے پر تھیلی اشرفیوں کی رکھی راہ میں چور نے پیچھا کیا یہ جب ان میں سے ایک پہلے ہی سے دروازے پر پہنچ کر نہایت پھرتی سے زندگی آئی دروازہ کھول کے چلی گئی۔ چور نے آہستگی کے ساتھ پھر دروازہ بند کرلیا اتنے میں صاحب خانہ آئے انہوں نے دستک دی۔ چور نے دروازہ کھول دیا اور حیرت میں پڑ گئے کہ زندگی سمجھ کے حضرت نے تھیلی والے کی سیاں نے قدم اندر رکھا چور باہر نکلا۔ ساتھیوں کو تھیلی دکھائی انھوں نے کہا یار تم نے بےگناہ زندگی کی جان پر ستم توڑا۔ حضرت وہی پر سارا غصہ اتار گئے۔

شرارت کے یہ معنی ہیں کہ جاؤ اور اسے بچاؤ۔ چور نے کہا بہتر تھیلی اٹھائی دوبارہ حضرت کے دروازے پر پہنچ کے آواز دی۔

حضرات: کون ہے؟

چور: باہر آئیے۔ ارے بڑی غریب کہ آپ ناحق پھونک رہے ہیں آپ کی تھیلی ایک چور لیے جاتا تھا کوتوال نے گرفتار کیا۔ چور اقراری مجرم ہے۔ کوتوال کے حکم سے بندہ آپ کا مال لے کے حاضر ہوا ہے۔

حضرات خوشی خوشی باہر آئے۔ تھیلی پہچانی بولے کہ لاؤ۔ چور نے تحریری رسید مانگی۔ حضرات روشنی اور قلم دوات لینے اندر گیا۔ چور صاحب سالم لا لا تھا رکھ لی کو بری کراکے رفوچکر ہو گئے۔

(۳) ریڈ کرسچین کالج میں ایک مدرس شارٹ ہینڈ پولیس کے سب انسپکٹر سکھتے تھے اتفاقاً مسٹر تھا آزاد خیال۔ وہ ملکی مسائل پر لکچر دیتا تھا اور گورنمنٹ کی بھی خدمت ادا کرتا تھا۔ ایک طالب العلم پروفیسر سے ناراض ہوئے انتقام یوں لیا کہ سپرنٹنڈنٹ پولیس سے ”باغی پروفیسر“ کی بغاوت کا حال کہہ دیا۔ دوسرے دن کالج میں لال پگڑی والا چپراسی چٹھی لیے پہونچا۔ صاحب نے سلام بولا ہے غریب پروفیسر بنگلے پر حاضر ہوا۔ صاحب کی آنکھیں سرخ تھیں تیور بگڑے تھے معلوم ہوتا تھا کہ اب چوٹ کی جب چوٹ کی صورت دیکھتے ہی ارشاد ہوا: ”آپ پولیس کو بغاوت سکھاتا؟“ پروفیسر جھوٹ بولنے کا زیادہ عادی نہ تھا انکار کس طرح کرتا۔ کہنے لگا: ”حضور میرا یہی کام ہے۔ اگر باغیانہ تقریروں کا املا کراؤں تو شاگردوں کو انکے نوٹ لینے کا ڈھب کیونکر معلوم ہو۔“ غصہ کا پارہ ڈگری سے اترا خوبی آنکھوں کی سرخی کم ہوئی۔ گردن ہلا کے بولے: ”او یہ بات!“

پروفیسر۔ حضور یہی بات ہے۔ اور یہ تو حضور جانتے ہی ہیں کہ پولیس کسی کی درست نہیں ہوتی۔

حضور: ”البتہ۔ البتہ (البتہ)“

پروفیسر۔ رخصت کے وقت جو باغیانہ کیا ہیں یا تحریریں حضور کے یہاں ضبطی کے قصد سے ہیں آئی ہوں وہ مجھے عنایت فرمائیے تاکہ ان کا بھی املا کرادوں۔ ابھی اردو شارٹ ہینڈ کا فن بچہ ہے دنانہ دیکھا ہے انہیں کثیر الاستعمال لفظات کی کمی ہے پر زبان لفظات کی ضرورت ہے“

حضور: ”او یس۔ جو ہم دیگر کے بھیجوا سکتا ہے“

تیسرے روز تمام باغیانہ تحریریں دوستوں الاصفاء پروفیسر کی میز پر ڈھیر ہوگئیں۔

الغرض ثابت شدہ کہ مجرم کی نقل جرم نہیں ہوتی پس اگر ۳ اکتوبر کے زمیندار لاہور میں قلعہ گوبند گڑھ کا ایک واقعہ باین ہمہ شائع ہوا ہے کہ وہاں چند بغیر وردی کے پولیس والے سفید جھنڈے لے کے ایک طرف کھڑے ہوئے انھوں نے نمائشی ”بیک“ کا نعرہ مارا۔ دوسری جانب سے وردی پہنے پولیس آئی کچھ مارا اور کچھ بھگا دیے پھر اسکے بطریق مشق نعرہ مارنے والوں کو پراگندہ کیا تو عجب دارد کہ اسا تخمین کو بیک کہنا تو کوئی جرم نہیں اس لیے ہم درخواست کرتے ہیں کہ آئندہ اسی طرح دیگر جرائم کی مصنوعی نمائش بھی ہونی چاہیے۔

(تشبیہ) کے پردہ ماند روہ مشق نقب زنی قفل شکنی کی مشق یا تو بہ تو بہ .... بالجبر کی تمرین یا جرم خلاف فطرت کی نمائشی ریہرسل۔ یا قمار بازی کی آزمائش۔ واللہ گناہ بالذت و بے تعزیرات علاوہ کا مزا۔ واہ جی واہ۔

(ناقل عاقل)

التمرین الاخلاق

(۱) بھولے پن کا ثبوت جہانگیر کے سامنے بی نورجہاں نے اس طریقہ پر دیا کہ ایک کبوتر پھڑک کے اڑ گیا تو یہ سوال کرنے پر کہ کبوتر کیونکر اڑا دوسرا خود اڑا دیا ”قبلہ عالم۔ یوں اڑا“ یہ تمرین مشق ہے۔

(۲) الف لیلہ میں خلیفہ صیاد ماہی گیر کی تمرین حماقت کا قصہ۔ تحریر ہے کہ غریب نے کبھی اشرفی نہ دیکھی تھی۔ اتفاقاً سو اشرفیاں گمشدہ ہاتھ لگیں دل نے کہا یار خلیفہ آج تم ایسے نرش نصیب ہو

کہ ایک نہ دو نشو اشرفیاں تمہاری جیب میں ہیں اگر امیرالمومنین خلیفہ ہارون رشید نے سن گن پائی تو فوراً سرکاری پیادے جان پر نازل ہونگے اور کہیں گے آجکل سرکاری بیت المال تمہارے پیٹ کی طرح خدا سے خالی ہے۔ امیرالمومنین کا حکم ہے کہ اشرفیاں حاضر کرو۔ میں کہوں گا صاحبو میں خود ہی دانہ دانہ کو محتاج ہوں میرے پاس دینار کہاں۔ خلیفہ کا منہ چڑھا غلام مسرور ایک ہی جلاد ہے۔ کوڑوں کے پل پڑے گا تم نے کبھی کوڑوں کا مزا نہیں چکھا۔ ایک مزا سڑکی اپنا کیونکر سہو گے پس لازم ہے کہ دینار پاس ہیں تو پشت و شکم کو دُرّے کی ایذا کا عادی بناؤ۔"

لیجیے حضرت! چوندہ دار جوؤں بھری مرزائی اُتاری تھی۔ تسمے میں گرہیں پڑیں کوٹھری کا دروازہ اندر سے بند ہوا۔ ایک دو پشت پر۔ دوسرا کیسے پر خود ہی چلائے "ہائے مرا۔ ارے دوڑو" خود ہی ڈانٹتے تھے "لا دو دو اشرفیاں لا خلیفہ کا حکم ہے ابھی حاضر کر" دسترسوا تڑاق پڑاق! "ارے جان گئی خداوند! کسی نے حضور کو غلط خبر دی۔ مجھ غریب کے پاس مال کہاں سے آیا" دسترا سٹرا "لا جلدی جان سے بچے"

ہمسائے آوازیں سن کے دوڑے اندر سے دروازہ بند۔ "کیا ہے خلیفہ کیا ہے۔ کیا تجھے چوروں نے گھیرا ہے؟" کھول زنجیر دروازہ کھلا تو بجز خلیفہ کے دوسرا کوئی نہ تھا۔

"ہائیں۔ آخر یہ غل کیسا تھا؟" میاں خلیفہ بولے بھائیو میرے پاس تھوڑا سا مال ہے۔ خیال ہوا کہ شاید امیرالمومنین کو خبر ہو جائے وہ طلب فرمائیں میں نہ دوں۔ مسرور دُرّے چٹکارے کرے میں پیٹھ پھیپھڑوں کی عادی نہیں لہذا پہلے سے عادت ڈالنی واجب ہے"

(۳) معاصر "حقیقت لکھنؤ" رقم طراز ہے کہ سلہٹ کے ایک خان بہادر نے طلبہ کے جلسے میں پردۂ نسوانی کی مخالفت فرمائی۔ ابھی لسان بے پردہ تیز رفتاری اور جری کا جلوہ دکھا رہی تھی کہ ایک پروفیسر صاحب عظیم اخلاق کے طور پر اپنی حلیلۂ جلیلہ کے ساتھ رونق افروز ہوا [illegible]

میں نے کہا کہ دور سے مرا برہنے کس طرح
نوچ کے پردۂ نقاب اس نے دکھا دیا گریباں

محترمہ خورشید خلافت ریدہ و مساوات کی لاش پر نوحہ کریں۔ تالیوں کی آواز غنیمت تھی گویا برسات میں جگنو اڑ رہا ہو راستے میں ..... برلا۔ محترمہ کے پاس بزرگوار نے دادو دہش کی اخلاقی جرأت کی قصیدہ خوانی فرمائی۔ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ نہ کرتے تو کیا کرتے۔ جب تک دیگر خواتین خاندان کا نقاب کشائی نہ ہو تو سے قرین حیا و اخلاق ہی سمجھینگے۔

(۴) کعبہ ملتان مورخہ ۲۰ اکتوبر [illegible] رقمطراز ہے کہ خوجیانوالی مسجد واقع پاک دروازہ کا ایک بالاخانہ کرایہ پر اٹھا دیا گیا ہے وہاں زنا کی گرم بازاری خوب ہو رہی ہے کرایہ دار کے بجائے صاحب کے یہاں عورتیں کپڑے سلوانے کے بہانے آتی ہیں اور جائے ننگ و ناموس کی بھینٹ چڑھ کر چلی جاتی ہیں۔ یہ ترقی "حرمت" ہے معاذاللہ۔

وہی ناقل عاقل

فن سوال اور پالٹکس

لکھنؤ میں مسلمان فقیروں کی یہ عادت ہے کہ سنی کے گھر گیا تو کہتے ہیں
سخی ہوتے ہیں سر بیعت محی الدین گیلانی
شیعہ کے دروازے پہ کھڑے ہوتے تو ہانک لگائی ہے

شعر
سخی کی روح کا یارو بیاں ہے
سخی ہوتے ہیں مرداں کی عیاں ہے

یہ ترکیب پرانی چنانچہ امام ابن جوزی کتاب الاذکیا میں دو فقیروں کا حال لکھتے ہیں ان میں سے ایک صاحب پل بغداد کے ایک کنارہ پر کھڑے ہوکے فرماتے تھے "امیر معاویہ کا تصدق کچھ دلوا" دوسرے صاحب دوسرے کنارہ پر صدا کرتے تھے "مولا علی راہ رسول پہ حسین کا واسطہ کچھ دلوا" سنی مسلمان امیر معاویہ کے نام پر بھیک دیتے تھے اور شیعہ مسلمان حضرت علی کے نام پر منصب مسلمان اپنے خیال عقیدت خوش تھے اور دوسرے کو بھیک نہ دیتے تھے کہ دونوں دور شام کے وقت یکجا ہوکے بھیک کے ٹکڑے آپس میں تقسیم کر لیتے تھے۔

افسوس کی جگہ ہے کہ آجکل کے سیدھے مسلمان آج تک یہ بھی نہیں جانتے حالانکہ [illegible] دونوں صاحب خلافت اور کانگریس کے نام پر بھیک کے ٹکڑے آپس میں تقسیم کر لینے کا مصلحت [illegible] ماتا کا نذر کی کا صدقہ [illegible]

اگر ہندو کانگرس بٹ جائے گو دونوں فقیر خیر کمیٹی آل پارٹیز کانفرنس ایک ہی جگہ بیٹھ کر [illegible] بیٹھیں وہ اتفاق کی قوت سے کچھ مل جائے تو آپس میں مل بانٹ کر [illegible] لیکن آثار ہے نظر آتے ہیں اور یہی [illegible] لیڈران [illegible] اور جب جنگ کے بھائی کا سا معاملہ دکھائی دے رہا ہے۔

سات فقیر تھے انہیں [illegible] جو ملا بانٹ لیا کرتے تھے متفق رہتے تھے انہوں نے پیسوں کی رقم بھیک [illegible] جمع کی تھی شب کو ایک بند مکان میں بیٹھ کے روزے کی رقم کمائی ہی برابر کا ساجھا لگاتے اور کھانے کی چیزیں ایک ہی دسترخوان پر رکھ کے کھاتے تھے [illegible] ایک اعتباری صاحب [illegible] کے ساتھ [illegible] کونے میں کھڑے ہوکے اشرفیوں کی تھیلیاں دیکھیں منہ میں پانی بھر آیا تھیلیاں اچک لیں۔ [illegible] ایک دوسرے کو الزام دینے لگے کہ تو نے میری تھیلی غائب کی ہنگامہ ہوا [illegible] گرفتار ہوئے۔ [illegible] گیا اور کہنے لگا کہ ہم سات نہیں آٹھ آدمی ہیں یہ ساتوں میرے دشمن [illegible] مال خود مارنا چاہتے ہیں [illegible] قاضی صاحب نے حکم دیا [illegible]

مجریہ عدالت العالیہ ہائیکورٹ گورنمنٹ بھوپال

[illegible] نمبر [illegible] سنہ [illegible]

بمقدمہ

[illegible]

مسمی

[illegible]

بنام

[illegible]

[illegible] ۲۰ اکتوبر [illegible]

مہر عدالت

[illegible] ہائیکورٹ بھوپال

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گیتوں کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھا

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب یہی کتاب ہے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذۂ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور انکے نتیجۂ طبع کی ہوئی دھرپد اور ہوری کو نغمہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

استاد محمد علی خان

میاں تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا گوگی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں انسے نقل کی گئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سر سمجھے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے بموجب [illegible] لینے کے بعد جو کہ نہایت آسانی سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اسیطرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جسطرح کہ استاد خود تعلیم دیتا [illegible] یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا ذخیرہ نادرہ بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت کا [illegible] اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادوں کا ذخیرہ نادرہ جمع ہو ہے۔ قیمت [illegible] فی جزو [illegible]

محصول ڈاک ہر حال ذمہ خریدار۔

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ